سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل
مجلہ محی الدین فیصل آباد
جلد نمبر 2
ذوالحجہ 1436ھ 2015ء
شمارہ نمبر 7
فریضہ حج
مہربانی بقدر قربانی
خلیفہ راشد
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
شیخ المشائخ حضرت اقدس
پیر محمد علاؤالدین صدیقی
سے ایک ملاقات
فضائل و واقعات ماہِ ذوالحجہ
فضائل و مسائل قربانی
Mahnmamohiuddinfaisalabad@gmail.com
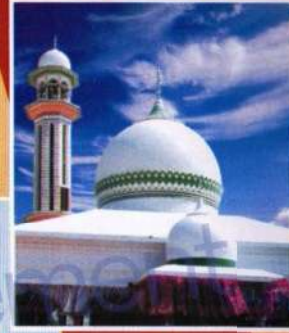
جلد نمبر 2 ذوالحجہ 1436ھ 2015 شمارہ نمبر 7

ہدیہ 10 روپے

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری • ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

جملہ ممبران
محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلا نوالی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ

مہربانی بقدرِ قربانی

قارئین کرام !گ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ماہ ذوالحج کے مقدس لمحات کرم نصیب ھورہے ہیں۔ بلند بخت احباب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی پرنور فضاؤں میں چندایام گزاررہے ہیں اللہ کریم ہمیں بھی سعادت حج وعمرہ نصیب فرمائے۔

اگرہم غورکریں توپتا چلتا ھے۔ کہ ارکانِ حج مقبولانِ بارگاہ خدا کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی قربانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے پیش فرمائی ۔۔۔مقبول ہوئی ۔۔۔۔تو ذبح عظیم قرار پائی۔۔۔۔ اوراللہ نے قیامت تک اہل ایمان کیلئے واجب فرمائی۔۔۔۔جدالانبیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی جان مال اولاد کس شان کی ہیں کہ سبحان اللہ یہ عظمت صرف حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی ہی ہے۔ اِس خوبصورت تذکرہ کو قرآن مجید کا حصہ بنایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود میں ڈالے گئے۔۔۔۔آگ گل وگلزار ہوئی۔۔۔۔ یہ اجر ہے۔۔۔۔مہربانی ہے۔۔۔۔اللہ اپنے بندوں کی قربانی ضائع نہیں فرماتا ۔چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔ قربانی سنت ابراہیمی اور سنت مصطفےٰ کریم ﷺ ہے۔ گائے۔ بکرااوراونٹ کاذبح کرنا قربان کرنا اجرعظیم اوررضائے الٰہی کاذریعہ ہے۔

لیکن ایک اہم بات جسے ہمیں ہرگزنہیں بھولنا کہ اعمال کادارومدارنیت پر ہے۔ اگر اہل محلہ کودکھانا مقصود ہوا۔ کہ امیرآدمی تھا۔ اتنے اونٹ اور بکرے قربان کیے ۔تویادرکھنا ہوگا۔ کہ عمل جیسا اجرویسا۔

اگراخلاص کے ساتھ اللہ کیلئے قربانی کی،تومہربانی بھی انتہا کی اوراس قربانی کی ادائیگی کے بعد اپنے خیالات اوراحساسات میں یہ بات بھی ہمیں راسخ کرنا ہے کہ ہمیں دین متین کی سر بلندی کیلئے مال بھی قربان کرنا ہے۔۔۔۔وقت بھی قربان کرنا ہے۔۔۔۔اورسب کچھ اللہ کی رضا کیلئے کرنا ہے۔۔۔۔تو پھر جس قدر قربانی اُس قدر مہربانی۔۔۔۔

خدائے بزرگ وبرترہم سب کی قربانی اورہرصالح عمل کوقبولیت سے نوازے۔(آمین)

(مدیراعلیٰ (مجلہ محی الدین)

شیخ المشائخ، محب ومحبوب الفقراء، مخدوم العلماء الشیخ، العلامہ حضرت اقدس پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ سے ایک ملاقات

از: مولانا محمد اشرف قریشی صاحب (برمنگھم)

مولانا محمد اشرف قریشی صاحب دیوبند مسلک کے عالمِ دین ہیں انہوں نے مرشد کریم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اُس کو اپنی والہانہ عقیدت کے ساتھ قلمبند فرمایا۔ جسے قسط وار ''مجلہ محی الدین'' میں شائع کیا جارہا ہے۔

حضرت پیر صاحب سے ملاقات کا واقعہ مختصر الفاظ میں میرے لئے صرف اتنا ہے کہ سرِ راہِ اتفاقاً

تیرا رستے میں گاؤں پڑ گیا ہے
یہ رستہ میرے پاؤں پڑ گیا ہے

مگراس کی تفصیل میری زندگی کا ایک ناقابلِ فراموش باب ہے۔

آفتاب صفت پیشانی، مہتاب صفت چہرہ جیسے چاندنی کا پھول، پیشانی پر متبسم ستاروں جیسی فرخندگی، گہری سوچ میں ڈوبی صبح آسا روشن آنکھوں کے نیچے نوکدارسی ناک، گول ٹھوڑی پر پھیلی مسنون گھنی ڈاڑھی ، صحراؤں کی وسعتیں لئے ہوئے کھلا سینہ، نظر میں کشمیر کے شیریں چشموں جیسی پاکیزگی ، فلک آسا شہرت، زمین آسا انکسار، ابرآسا سخاوت، گفتگو میں کوہسار آسا پختگی، تیتر آسا لہجہ، رومی آسا تمکن کے ساتھ گفتگو اورزائرین کے ساتھ پدر آسا شفقت

این است کہ خون خوردہ و دل بردہ بسے را
بسم اللہ گر تابِ نظر ہست کسے را

شیخ المشائخ حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ موسس جامع مسجد محی الدین صدیقیہ اورنورٹی وی برمنگھم، نہ صرف آزاد کشمیر، برطانیہ اور یورپ بلکہ عالمی سطح پر شہرت کے حامل ایسے صوفی بزرگ، جید عالم دین، پختہ خطیب، عمدہ ادیب اور حلیم وکریم سماجی کارکن ہیں۔ جن کا خَلقی اور خُلقی حسن کسی بھی زائر اور آپ کے درمیان فاصلہ نہیں رہنے دیتا۔ اور میرے نزدیک قیامت کے قریب ایک ایسے پرفتن دور اور مسموم فضا میں کہ آزادانہ اور بے فکر

[illegible] بھی مشکل ہے کیونکہ

حرم و دیر کی سیاست ہے
اور سب فیصلے ہیں نفرت کے

یہی سب سے بڑی ولایت اور کرامت ہے۔ امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کائنات میں ارحم و افضل ترین ہستی ہیں اور اس کی وجہ صرف اتنی نہیں کہ آزاد مردوں میں اولین ایمان لانے والے ہیں۔ بلکہ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اَرْحَمُ اُمَّتِی بامتی اَبُوْ بَکْرٍ"

اخرجه ابن ابی شیة فی مصنفه باب ما ذکر فی ابی بکر الصدیق و اخرجه الحلال فی "السنة" عن ابی قلابة والترمذی فی کتاب المناقب باب معاذ بن جبل و زید بن ثابت وابی عبیدة بن الجراح رضی الله عنهم عن انس بن مالك رضی الله عنه : تحفة الاشراف برقم ۹۵۲

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے میری امت پر ابو بکر سے بڑھ کر مہربان ہیں" یعنی میرے بعد میری امت پر ابو بکر کے سب سے زیادہ احسانات ہیں۔ یعنی

عشق میں یہ بھی کھلا ہے کہ اُٹھانا غم کا
کارِ دشوار ہے اور بعض نہیں کر سکتے   پروین شاکر

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کی نیت سے نکلے تھے۔ کہ یمن کے ساحل سمندر برک الغماد کے مقام پر قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ جو مکہ مکرمہ میں آپ کا پڑوسی اور اسلام نہیں لایا تھا سے ملاقات ہوگئی اس نے پوچھا اے ابو بکر کہاں کا ارادہ ہے؟

فرمایا میری قوم نے مکہ میں رہنا دشوار کر دیا ہے۔ اور کسی ایسے مقام کی تلاش میں نکلا ہوں۔ جہاں یکسوئی سے عبادت کر سکوں۔ ابن الدغنہ نے کہا آپ جیسا شخص جلاوطن نہیں کیا جا سکتا۔ آپ مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔ قرابت داروں کا خیال رکھتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔ میری ضمانت پر واپس چلو اور جہاں چاہو عبادت کرو۔

اللہ کریم نے "ثانی اثنین" کی مدح میں ابن الدغنہ کی زبان پر وہی الفاظ جاری کر دیے جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رحمت عالم ﷺ کی شان میں کہے تھے۔ "کلا واللہ ما یخذیك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق (صحیح بخاری کتاب الوحی)

جس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب اور پارسائی کے نام لوگوں کی کمائی کھانا اور ان سے خدمت کرانا نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ کام نہیں بلکہ "عن انس قال: قال رسول الله ﷺ الخلق کلهم عیال الله واحبهم الی الله انفعهم لعیاله"

(هذا الخبر رواه ابو یعلی فی مسنده والبزار و غیرهما۔ بلفظ "الخلق عیال الله واحبهم الی الله انعهم لعیاله" من طریق یوسف بن عطیة، قال حدثنا ثابت عن انس بن مالك رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال، وهذا اسناد ضعیف جدا و یوسف بن عطیة متروك الحدیث وقد حکی الاتفاق علی ضعف هذا الخبر: الفوائد المنتقاة من شرح تجرید التوحید حید اللعلوان)

ساری مخلوق اللہ کے کنبے کی حیثیت رکھتی ہے اور اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی نے اسی حقیقت کو منظوم فرمایا ہے۔

ہے پہلا سبق یہ کتاب ہدیٰ کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا، اُن کے دکھ درد میں شریک ہونا، اُن کی خیر خواہی کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نہ صرف بلکہ محبوبِ خلائق بناتے ہوئے دوام بخش دیتا ہے۔ زمین میں اس کی جڑ ہیں روز بروز گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہیں۔" یضرب الله الحق والباطل فاما الزبد فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض: ۱۳الرعد: ۱۷

اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرنے کیلئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ کہ جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے۔ اور جو چیز انسانوں کیلئے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ یعنی پانی

حضرت پیر صاحب بھی اسی سلسلے کی ایک ایسی خوبصورت، سنہری، منعم و منعم اور موبائل کڑی اور ایک ادارہ ہیں کہ بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

منعم بکوہ ودشت و بیاں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
واں را کہ بر مرادِ جہاں نیست دسترس
در زاد بومِ خویش غریب ست و ناشناخت

دولتمند سخی پہاڑ، جنگل اور بیابان میں بھی مسافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا حال یہ ہے کہ جہاں بھی گیا اپنا خیمہ نصب کیا اور دربار سجا لیا۔ جبکہ وہ شخص جو دنیا اور دنیا والوں کے حالات سے بے خبر ہے۔ وہ اپنے گھر اور وطن میں بھی مسافر اور اجنبی کی طرح ہے۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ہاں ہمیشہ اور ہر حال میں بقول شاعر

حسن ہی حسن، جلوے ہی جلوے
صرف احساس کی ضرورت ہے
ان کی محفل میں بیٹھ کر دیکھو
زندگی کتنی خوبصورت ہے

جبکہ زندگی میں بعض نشیب و فراز کے بعد میرا حال یہ ہے کہ

وقت کے ساتھ ہوں تو زندہ ہوں
ٹھہر جاتا تو مر گیا ہوتا

اس کے باوجود عرصہ دراز سے ایک شہر میں رہنے اور نور ٹی وی پر آپ کے دروس مثنوی سننے کے باوجود حضرت سے سوائے ایک بار کے کبھی بالمشافہ ملاقات نہیں کر سکا۔ البتہ حضرت کے چند خلفائے کرام، صدیق کریم علامہ مفتی عبدالرسول منصور الازہری، اور حضرت علامہ محمد نصیر اللہ نقشبندی صاحب سے دوطرفہ دوستی کا شرف حاصل ہے۔ میری تصنیفات کے سلسلے میں حضرت مفتی صاحب ہمیشہ مجھ سے تعاون فرماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت علامہ نقشبندی صاحب ریڈیو پر توجہ سے میرا درس سنتے اور فراخ دلی سے تحسین فرماتے رہتے ہیں۔ اس مرتبہ میرے پاس تشریف لائے تو میری تازہ تالیف ''ہجرت کشمیر'' کے دو نسخے لے گئے۔ اور حضرت پیر صاحب

دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کرتے میرا تذکرہ بھی کر دیا کہ

اسے کسی کی محبت کا اعتبار نہیں
اسے زمانے نے شاید بہت ستایا ہے

اس طرح 23 رمضان 2014-1435 کو میں دو بجے صبح ریڈیو سٹیشن کیلئے نکل رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی یہ حضرت علامہ نقشبندی صاحب کا فون تھا۔ علیک سلیک کے بعد فرمایا کہ حضرت قبلہ پیر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور پھر انتہائی دھیمے اور شیریں سے لہجے میں ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' علامہ صاحب کیا حال ہے؟ کے الفاظ نے ماحول اور ساعت کو معطر کر دیا۔ لرزتے ہوئے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کرتے ہی نہ صرف حضرت نے تحسین کے ساتھ ساتھ دعاؤں اور شفقتوں کی بارش کر دی بلکہ فرمایا کہ میری طرف سے دعوت افطار قبول کریں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ

بہت لگتا ہے دل صحبت میں اس کی
وہ اپنی ذات میں اِک انجمن ہے

کے باوجود ہچکچاہٹ تھی مگر وعدہ کر چکا تھا۔ لہٰذا۔ اپنی تالیفات ''ہجرت کشمیر'' اور ''زنبیل'' کا ایک ایک نسخہ لئے حسب وعدہ جب دو روز بعد عصر کے قریب حاضر خدمت ہوا تو حضرت ماہ تمام کی طرح اپنے محبین کے ہالے میں ضیا بار گھرے بیٹھے تھے۔ چونکہ چند روز بعد حضرت نے پاکستان اور پھر سرینگر کے دورے پر روانہ ہونا تھا۔ اس لئے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ لوگ بھی الوداعی سلام عرض کرنے پروانہ وار امنڈ پڑے تھے۔ جو سلام عرض کرتے ہوئے ہلکی پھلکی گفتگو اور مشاورت بھی کرتے مگر باضابطہ حلقہ ارادت میں داخل لوگ گویا منہ میں زباں نہیں رکھتے تھے۔ اور غالباً ان میں سے ہر ایک عبدالغفور کشفی صاحب کی طرح اسی سوچ میں ڈوبا محو مراقبہ تھا۔

خود اُس کے مراسم تو زمانے سے ہیں لیکن
مجھ کو وہ کسی اور کا ہونے نہیں دیتا

جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول پیر رومی "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کے مصداق حضرت پیر صاحب کی سماجی و دینی خدمات کی ایک طویل فہرست اور مستقل موضوع ہے۔ لہٰذا ہر زائر برگدی چھاؤں میں پہنچتے ہی راحت اطمینان اور سکون محسوس کرتے ہوئے جوش ملیح آبادی کی طرح اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

آواز دو کہ جنس دو عالم کو جوش نے
قربان یک تبسم جانا نہ کر دیا

حضرت خدیجہ کے بیٹے ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہما نے رحمتِ عالم ﷺ کا جو حلیہ بیان فرمایا ہے اس کا ایک جملہ اس طرح ہے۔ "واذ التفت جمیا"

رحمتِ عالم ﷺ جب کسی کو شرف تخاطب بخشتے تو اس کی طرف پوری طرح پلٹ جاتے ہمارے دور میں کہ جہاں خلق عظیم کے بجائے دزدیدہ نظری، طنزیہ لہجہ، منافق دل، مسموم گفتگو، لفظوں کا جال اور جاہلانہ تکلفات کو بطور شعار اپنا لیا گیا ہے۔ الحمد للہ کہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم اپنے زائرین میں سے ہر ایک کے ساتھ مسنون طریقے سے توجہ فرما ہوتے ہوئے کم بولتے اور زیادہ سنتے ہیں۔ اور جب جب گویا ہوتے ہیں تو لہجے سے کشمیر کی وادیوں میں فراز کوہ سے پھوٹتے آبشاروں اور نشیب میں ابلتے چشموں کے گرد نغمہ سرا کوئل۔ بلبل۔ پپیہے اور تیتر کی یادیں تازہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح

خواہش مجھے نہیں تھی مگر پھر بھی ایک شخص
اپنے کمال لہجے سے دل میں سما گیا

کوئی بھی صاحب ذوق شخص جسے آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ گواہی دے گا کہ

گلے میں میں اس کے عجیب برکت ہے
وہ بولتا ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے

ایک ایک جملے سے حکمت رومی ٹپکتی ہے۔ اس طرح انہیں کسی اجنبی سے اجنبی کے دل اترتے ہوئے نہ دیر لگتی ہے اور نہ تکلف کرنا پڑتا ہے۔ عصر حاضر میں، امین جس پوری صاحب اسی

اخلاق کریمانہ کے مفقود ہو جانے کا نوحہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ستارے کتنے یہاں ڈوبتے ابھرتے ہیں
کروڑوں سال میں بنتا ہے آفتاب کوئی

اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ بعض لوگ ہزاروں پونڈ خرچ کرتے ہوئے سالانہ کانفرنسیں اور جلسے منعقد کرتے ہیں ان کے ہاں اتنے سامعین نہیں ہوتے جتنے روزانہ حضرت پیر صاحب کے دستر خوان پر سیر ہوتے ہیں۔ جامع مسجد محی الدین صدیقیہ۔ کی نمازوں میں جلسے کا سماں ہوتا ہے مگر مسجد کسی کی آواز بلند نہیں ہوتی، ہر شخص مؤدب کھڑا یا بیٹھا ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ

سارا نشہ رکھا ہے تیرے خمار میں
جھوٹا ہے جو کہے یہ جام و سبو میں ہے

ادھر مسجد کے ملحق کچن کا عالم یہ ہے کہ ایک مشاق ذاکر کے دل کی طرح ہمہ وقت دیگچے جوش میں ابلتے اور متحرک رہتے ہیں۔ گھر سے سیر ہو کر نکلنے کے باوجود لذیذ کھانوں کی مہک متوجہ کر لیتی ہے۔ غالباً فارسی شاعر کرمانی نے بھی کسی ایسے منظر سے متاثر ہو کر کہا تھا کہ

گمان مبرکہ در آفاق اھل حسن کم نہ
ولیک پیش وجودتو جملہ کالعدم نہ

یہ گمان مت کر کہ دنیا میں حسین لوگ کم ہیں۔۔۔ ہاں۔ ہیں۔ لیکن تمہارے وجود کے سامنے وہ سب کالعدم ہیں۔

احوال دیدہ:۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جب حاضر خدمت ہوا تو حضرت ماہ تمام کی طرح اپنے محبین کے ہالے میں ضیا بار گھرے بیٹھے اور مصروف تھے۔ میں آہستہ سے السلام علیکم عرض کرتے ہوئے حجرے کے دروازے کیساتھ بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد جب حضرت زائرین کی طرف ملتفت ہوئے تو آپ کی نظر مجھ پر ٹھہر گئی" فرمایا آپ آگے تشریف لائیں مجھے آپ میں کچھ روحانیت نظر آتی ہے" دست بوسی کرتے ہوئے اپنا نام عرض کیا تو حضرت نے والہانہ استقبال فرماتے ہوئے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور کچھ دیر کیلئے میرے ماسوا سے بے خبر ہو گئے۔ میں نے اپنی تالیفات "ہجرت کشمیر

اور "زنبیل" کا ایک ایک نسخہ پیش کیا تو کافی دیر پوری توجہ سے ورق گردانی فرماتے رہے۔ جس کے بعد اپنے متوسلین سے میرا تعارف کراتے ہوئے میری حوصلہ افزائی اور تحسین فرمائی۔

اِدھر زائرین سے حجرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور دوسری طرف مسجد کا حال بھی۔ اور یہ سب حضرات روزانہ کی طرح افطاری کیلئے جمع ہو رہے تھے اس کے باوجود اگر کوئی دور کا زائر جانا چاہتا تو افطاری سے پہلے اس کا رخصت ہونا طبیعت پر نہایت گراں گزرتا محسوس ہوتا۔ حافظ شیرازی نے کسی ایسے ہی پس منظر میں بڑی پتے کی بات کہی ہے

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست
بادوستاں تلطف با دشمناں مدارت

یعنی: دونوں جہانوں کی راحت اور کامیابی صرف ان دو حرفوں کی تفسیر ہے۔ دوستوں کے ساتھ لطف و کرم اور دشمنوں کے ساتھ مدارت و خاطر تواضع کے ساتھ پیش آنا۔

اور یہی وہ مقام ہے کہ جہاں حافظ شیرازی جیسے اصحاب دل بھی ہمت ہار بیٹھتے ہیں

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا
دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

اے دل والوں خدا کیلئے میرے ہاتھ سے دل نکلا جاتا ہے اور افسوس ہے کہ پوشیدہ راز آشکارا ہوا چاہتا ہے۔

اور میں یقین کے ساتھ عرض کرتا ہونکہ اگر حضرت علامہ پیر نصیر الدین نصیرؔ صاحب کو بھی یہ واقعہ ادھر ہی پیش آیا ہے تو یقیناً وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہیں

اُن کی محفل میں نصیرؔ اُن کے تبسم کی قسم
دیکھتے رہ گئے ہم، ہاتھ سے جانا دل کا

اسی دوران مسلم ہنڈز کے چیئر مین حضرت علامہ صاحبزادہ سید لختِ حسنین صاحب دامت برکاتہم اور حضرت علامہ محمد نصیر اللہ نقشبندی صاحب بھی تشریف لے آئے اور انہیں بھی اپنے قریب ہی برگدی سائے میں بٹھالیا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوا چاہتا تھا حضرت ہم سب کو

اور "زنبیل" کا ایک ایک نسخہ پیش کیا تو کافی دیر پوری توجہ سے ورق گردانی فرماتے رہے۔ جس کے بعد اپنے متوسلین سے میرا تعارف کراتے ہوئے میری حوصلہ افزائی اور تحسین فرمائی۔

اِدھر زائرین سے حجرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور دوسری طرف مسجد کا حال بھی۔ اور یہ سب حضرات روزانہ کی طرح افطاری کیلئے جمع ہو رہے تھے اس کے باوجود اگر کوئی دور کا زائر جانا چاہتا تو افطاری سے پہلے اس کا رخصت ہونا طبیعت پر نہایت گراں گزرتا محسوس ہوتا۔ حافظ شیرازی نے کسی ایسے ہی پس منظر میں بڑی پتے کی بات کہی ہے

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست
بادوستاں تلطف با دشمناں مدارت

یعنی: دونوں جہانوں کی راحت اور کامیابی صرف ان دو حرفوں کی تفسیر ہے۔ دوستوں کے ساتھ لطف و کرم اور دشمنوں کے ساتھ مدارت و خاطر تواضع کے ساتھ پیش آنا۔

اور یہی وہ مقام ہے کہ جہاں حافظ شیرازی جیسے اصحاب دل بھی ہمت ہار بیٹھتے ہیں

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا
دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

اے دل والوں خدا کیلئے میرے ہاتھ سے دل نکلا جاتا ہے اور افسوس ہے کہ پوشیدہ راز آشکارا ہوا چاہتا ہے۔

اور میں یقین کے ساتھ عرض کرتا ہونکہ اگر حضرت علامہ پیر نصیر الدین نصیرؔ صاحب کو بھی یہ واقعہ ادھر ہی پیش آیا ہے تو یقیناً وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہیں

اُن کی محفل میں نصیرؔ اُن کے تبسم کی قسم
دیکھتے رہ گئے ہم، ہاتھ سے جانا دل کا

اسی دوران مسلم ہنڈز کے چیئر مین حضرت علامہ صاحبزادہ سید لختِ حسنین صاحب دامت برکاتہم اور حضرت علامہ محمد نصیر اللہ نقشبندی صاحب بھی تشریف لے آئے اور انہیں بھی اپنے قریب ہی برگدی سائے میں بٹھالیا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوا چاہتا تھا حضرت ہم سب کو

صفت ''اَلـــرَّزَّاقُ '' کے مظہر ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہیں دنیا چھوڑتے ہوئے مالدار بخیلوں کی طرح پچھتاوا نہیں ہوتا

فدائے دوست نکر دیم عمرومال دریغ
کہ کار عشق زما ایں قدر نمی آید

افسوس کہ زندگی اور مال کو ہم نے دوست پر قربان نہ کیا۔ یہ کیا کہ عشق کی دنیا میں ہم اتنا سا کام بھی نہ کر سکے اور یہ اسلامی اخوہ و مساوات کی ایک عمدہ مثال تھی۔ جبکہ حقیر راقم الحروف اور حضرت صاحبزادہ صاحب کیلئے حضرت صاحب بذات خود کھانے چنتے اور اسی طرح ملتفت رہے جس طرح کوئی شفیق باپ اپنی اولاد کیلئے۔ لہذا

اس شخص میں بات ہی کچھ ایسی تھی
ہم اگر دل نہ دیتے تو جان چلی جاتی

افطاری سے فارغ ہوتے ہی مغرب کیلئے تکبیر کہی گئی تو میں حضرت کی کرسی کے دائیں جانب کھڑا تھا۔ اچانک بائیں کندھے پر دست شفقت کا لمس محسوس ہوا اور ساتھ ہی یہ حکم کہ ''علامہ صاحب جماعت کراؤ '' غالباً شاعر نے کسی ایسی ہی ہستی کی سوچ کو منظور کر دیا ہے

ہم اہل درد ہیں سب کو گلے لگاتے ہیں
ہماری دنیا میں کوئی برا نہیں ہوتا

چونکہ حضرت کی کرسی مصلی کے محاذات میں لگی تھی جس سے مجھے تردد ہوا مگر بتقاضائے ''اَلطَّاعَتہُ فَوقَ الاَدَبِ ''یعنی امتثال امر و اطاعت کو ظاہری ادب پر فوقیت حاصل ہے۔ مجال انکار نہ تھی۔ سلام کہتے ہی عرض کیا کہ حضرت جب سے مجھے شعور حاصل ہوا ہے میں نے قصداً کبھی بزرگوں کی طرف پیٹھ نہیں کی۔ اور آج گھر سے نکلتے ہوئے اسی اہتمام کی نیت تھی مگر افسوس کہ امتثال امر میں اہتمام نہ ہو سکا۔ حالانکہ میرے لیے ابن انشاء کی طرح یہ ایک لمحہٗ منتظر تھا

جگ کے چاروں کوٹ میں گھوما، سیلانی حیران ہوا
اس بستی کے، اس کوچے کے، اس آنگن میں ایسا چاند؟

(جاری ہے)

خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

از: صوفی غلام رسول نقشبندی صاحب

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ واقعہ فیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ آپ کو اسلام کی دعوت حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے دی تھی۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے دو ہجرتیں فرمائی۔ پہلی حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف۔ آپ کا بڑا عظیم مقام ہے۔ آپ رسول کریم ﷺ کے داماد، حضرت علیؓ کے ہم زلف، حضرت فاطمہؓ کے بہنوئی حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کے خالو ہیں۔ آپ کے نکاح میں نبی پاک ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئی ہیں۔ پہلی حضرت رقیہؓ جن کی وفات غزوہ بدر کے زمانے میں ہوئی، انہی کی تیمارداری کی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ رحمت عالم ﷺ کی اجازت سے مدینے میں رکے رہے تھے، اس طرح انہیں بھی جنگ بدر میں شرکت کا ثواب ملا اور ان کا شمار بھی اصحاب بدر میں ہوتا ہے۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کر دیا۔ ان کا انتقال 9 ہجری کو ہوا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ کے سوا دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کے نکاح میں کسی نبی کی صاحبزادیاں آئی ہوں، اسی لیے آپ کو ذوالنورین یعنی ''دو نور والا'' بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا تھا۔ '' اے عثمان! اگر میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح تم سے کر دیتا''۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جامع القرآن ہیں۔ مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ کے بارے میں ایک قول اور بھی ملتا ہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ کو آسمان کے ملائکہ بھی ''ذوالنورین'' کہہ کر پکارتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اتنا عظیم مرتبہ ہے۔ کہ جب آپ دربار رسالت ﷺ میں تشریف لاتے تھے تو حضور ﷺ اپنا لباس مبارک خوب درست فرماتے تھے اور صحابہ سے ارشاد فرماتے تھے ''میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں''۔

جب رسول عربی ﷺ عمرہ کرنے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ کی طرف چلے تو کفار نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا اور بات چیت کی دعوت دی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکے بھیجا۔ دوسری طرف یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

جب یہ اطلاع رسول کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو ایک درخت کے نیچے جمع کیا اور ان سے بیعت لی کہ اگر یہ خبر سچی ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو اس کا بدلہ کفار مکہ سے لیا جائے گا۔ اس بیعت کو تاریخ میں "بیعت رضوان" کہتے ہیں۔ دوران بیعت چوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے۔ لہٰذا نبی رحمت ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا۔ یہ بیعت کے لئے عثمان کا ہاتھ کافی ہے۔

ذرا اندازہ لگایئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرما رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات سے بڑی محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری امیری کے ساتھ ساتھ دل کی امیری بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اپنی ساری دولت اسلام کے لئے وقف کر دی تھی۔ اسی لئے آپ کا خطاب "غنی" ہو گیا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک اسلامی لشکر کی تیاری کے سلسلے میں صحابہ کرام سے مال و دولت طلب فرما رہے تھے اور راہ خدا پر خرچ کی ترغیب دے رہے تھے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی۔ "میں ایک سو اونٹ مال سے لدے ہوئے اللہ کی راہ میں پیش کروں گا"۔

یہ کہہ کر آپ بیٹھ گئے۔ نبی پاک ﷺ نے پھر مال کی ترغیب فرمائی تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی "میں دو سو اونٹ مال سے لدے ہوئے اللہ کی راہ میں پیش کروں گا"۔

یہ کہہ کر آپ پھر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر لوگوں کو ترغیب فرمائی۔ اس بار بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی "میں تین سو اونٹ مال سے لدے ہوئے اللہ کی راہ میں پیش کروں گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس اعلان سے بڑے خوش

ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ "اب عثمان جو چاہے کرے یہ قطعی جنتی ہو گیا۔

یعنی یہ نیکی اللہ کی بارگاہ میں ایسی قبول ہو گئی کہ اب مزید نیکیاں کرے یا نہ کرے ان کی مغفرت ہو چکی ہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد سے لے کر وفات تک کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ آپ کے عہد مبارک میں رے اور روم کے علاقے سابور، ارجان اور دار بجر اور افریقہ، اندلس، قبرص، جور، خراسان نیشاپور، طوس، سرخس وغیرہ فتح ہوئے۔ غرض حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہر طرف اسلام پھیل گیا اور کفر سرنگوں ہونے لگا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مسجد الحرام کی توسیع فرمائی اور مسجد نبوی ﷺ کی بھی توسیع کرائی۔ اس کے علاوہ مسجد نبوی میں پتھر کے ستون بھی قائم کرائے۔

بارہ سال تک خلافت کے فرائض انجام دینے والے اور اپنا سب کچھ اسلام کے لئے قربان کرنے والے پیکر شرم و حیا حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا۔ یہ سنہ ۳۵ ہجری اور ذی الحج ۱۸ تاریخ تھی۔ کہ باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ مگر آپ بڑے صابر، بڑے حلم اور برداشت والے تھے۔ آپ پر باغی حملہ کرنے والے تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ بھی پہرہ دے رہے تھے فوج موجود تھی اور آپ کے حکم کی منتظر تھی کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو باغیوں کو ختم کر دیا جائے مگر آپ نے فرمایا۔ "میں اپنی وجہ سے اُمت رسول ﷺ کا خون بہانا نہیں چاہتا"۔

لہٰذا خلیفہ راشدین و ثالث امیر المومنین امام المتصدقین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ 18 ذوالحجہ 35 ہجری میں نہایت ظلم و ستم کے ساتھ چالیس دن تک پیاسے اپنے ہی دولتکدے میں محصور رہنے کے بعد شہید کر دیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فضائل و واقعات ماہ ذوالحجہ

از: حافظ دانیال احمد صدیقی صاحب

سال کے بارہویں مہینے کو ذوالحجہ یا ذی الحجہ کہتے ہیں۔اس ماہ مبارک کی بہت فضیلت ہے اور یہ حرمت والا مہینہ ہے اس ماہ کے اول عشرہ کے دس دنوں اور دس راتوں کی بہت فضیلت ہے۔حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔کہ دنیا کے دنوں میں سب سے بزرگ دن ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔

دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔کہ مہینوں کا سردار رمضان ہے اور سب سے زیادہ از روئے حرمت کے ذی الحجہ ہے۔اس مہینہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ السلام نے اپنا مال مہمانوں کے لئے اور اپنی جان آگ کے لئے اور اپنا بیٹا قربانی کے لئے اور اپنا دل رحمٰن کے لئے خرچ کیا اور ان ہی دنوں حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علی نبینا علیہ السلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی بنیادیں اُٹھائیں۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک روزہ اس مہینہ کا برابر ہے ایک سال کے روزوں کے۔اور کھڑا ہونا واسطے عبادت کے اس مہینہ کی دس راتوں میں برابر ہے ثواب میں شب قدر کے۔پس بہت کرو اس مہینہ کے دس دنوں میں تحمید و تسبیح و تہلیل اور تکبیر۔یہ مہینہ وجواب ادائے حج کا ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو اول ماہ ذی الحجہ کے روزے رکھے گویا اس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں دو ہزار برس تک اس طرح کہ نہ آرام کیا اس نے ایک ساعت اور دوسری تاریخ کے روزہ رکھنے کا ثواب گویا اس نے عبادت کی اللہ پاک کے دو ہزار برس، اور تیسرے دن ذی الحجہ کے جو کوئی روزہ رکھے تو گویا اس نے تین ہزار غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے آزاد کیئے اور اگر چوتھے دن روزہ رکھے تو اس کو ثواب چار سو برس کی عبادت کا ملتا ہے۔اور پانچویں دن کے روزے کا ثواب پانچ ہزار ننگوں کو کپڑا پہنانے کا ہے اور چھٹے دن کا روزہ رکھنے کا ثواب چھ ہزار شہیدوں کے برابر ہے۔اور ساتویں دن روزہ رکھنے والے پر ساتوں دروازے دوزخ کے حرام ہو

جاتے ہیں اور آٹھویں دن روزہ رکھنے والے پر آٹھوں دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی اول ذی الحج کے روزے رکھے تو گویا اس نے چھتیس ہزار قرآن مجید ختم کیئے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی اول رات ذی الحجہ میں چار رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے سورۃ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے تو لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ثواب بے شمار اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی پڑھے ہر رات میں دسویں ذی الحجہ تک بعد وتروں کے دو رکعت، ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے سورۃ کوثر اور سورۃ اخلاص تین تین بار تو داخل کرے گا اللہ تعالیٰ مقام اعلیٰ علیین میں اور رکھے گا اس کے ہر بال کے بدلے میں ہزار نیکیاں اور ثواب پایا اس نے ہزار دینار صدقہ دینے کا۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی عرفہ کی رات میں یعنی نویں ذی الحج کی رات کو سو رکعت نفل ادا کرے۔ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے سورۃ اخلاص ایک بار یا تین بار پڑھے بخشے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اور اس کے لئے جنت میں یاقوت کا سرخ مکان بنایا جائے گا اور دسویں تاریخ کو عید کی نماز سے پہلے جو کھانے اور پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکے تو اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ ہزار برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔اور عید الضحیٰ کے دن غسل کرنے کا ثواب ایسا ہے گویا اس نے دریائے رحمت میں غوطہ لگایا اور گناہ معاف ہو گئے اس کے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی عید الضحیٰ کو نئے کپڑے بدلے اور پرانے فقیر کو صدقہ کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ستر حلے نوری بہشت کے اُسے پہنائے گا اور لواء الحمد کے نیچے کھڑا ہوگا۔عطر ملنے کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں سو غلام آزاد کرنے کا لکھتا ہے۔(غنیۃ الطالبین، راحت القلوب، رسالہ فضائل الشہور)

غزوہ سویق:۔ یہ واحد غزوہ ماہ ذی الحجہ کی پانچ تاریخ کو 2ھ میں پیش آیا آنحضور ﷺ دو سو سواروں کو لے کر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب کے لئے نکلے مگر مشرکین بھاگ گئے اور جاتے ہوئے ستو (جو کا آٹا) کی تھیلیاں پھینکتے گئے۔اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام سویق پڑھ گیا۔(سویق عربی میں ستو کو کہتے ہیں)۔

فضائل و مسائل قربانی

از: مولانا غلام رسول قادری صاحب
امام جامع مسجد دربار عالیہ نیریاں شریف

قربانی:۔ مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی نیت کے ساتھ ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔ (درمختار جلد دوم، کتاب لاضحیہ)

احادیث:۔ 1- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (طبرانی)

2- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے نزدیک مقام قبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

قربانی کا شرعی حکم:۔ شرعی طور پر قربانی کبھی واجب ہوتی ہے۔ کبھی سنت اور کبھی نفل ہوتی ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کیلئے کہ آیا ہم پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔ مندرجہ ذیل اہم شرائط پر اچھی طرح سے غور کرلیں اور یہ شرائط موجود ہوں تو قربانی واجب ہے اور ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر اس کے باوجود قربانی کرتے ہیں تو وہ سنت یا نفل ہوگی۔

قربانی کی شرائط: قربانی کی پانچ شرائط ہیں۔ 1- مسلمان ہونا۔ 2- مقیم ہونا۔ 3- مالک نصاب ہونا۔ 4- بالغ ہونا۔ 5- عاقل ہونا۔

1- مسلمان ہونا:۔ قربانی صرف مسلمان پر واجب ہے غیر مسلم پر نہیں۔

2- مقیم ہونا:۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ لہذا اگر قربانی کے مخصوص وقت میں کوئی شخص شرعی مسافر بن گیا تو قربانی اس کو معاف ہے۔ شرعی مسافر وہ ہے جو اپنے شہر کی حدود سے تقریباً (ساڑھے ستاون میل) 92 کلومیٹر دور جانے کے ارادے سے نکل گیا ہو۔ یا 92 کلومیٹر دور مقام پر پہنچ چکا ہو اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو اور اس مقام پر اس کی سکونت نہ ہو۔ مالک مکان ہونا یا بیوی بچوں کا ہونا یا جس شہر میں ماں یا باپ ہوں اور شہر میں ہونے سے سکونت قرار پاتی ہے۔ یا جس شہر میں ملازمت یا کاروبار ہو وہاں پندرہ دن سے زیادہ نہ ٹھہرنا ہو۔ تو وہ شرعی مسافر قرار پائے گا۔ اور اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔

3- مالک نصاب ہونا:۔ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا تجارتی سامان یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ سے زائد سامان ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ یا بندوں کا اتنا قرضہ نہ ہو کہ جسے ادا کر کے مذکورہ نصاب باقی نہ رہے۔

☆ ایسا شخص غنی کہلاتا ہے اور کسی کے پاس مذکورہ نصاب نہ ہو تو وہ شرعاً فقیر کہلائے گا۔

☆ حاجت اصلیہ یا ضروریات زندگی سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر زندگی بسر کرنا مشکل ہوتا ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری کیلئے گاڑی، سائیکل، موٹر سائیکل، کار وغیرہ علم حاصل کرنے کے لئے کتابیں، اور اپنے پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ، دیکھا جائے تو ہمارے گھروں میں بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو ضروریات زندگی میں شامل نہیں۔ ان کے بغیر زندگی آسانی سے گذر سکتی ہے۔ لہذا اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر پہنچ گئی تو قربانی واجب ہوگی۔

☆ اللہ تعالیٰ کے قرض سے مراد یہ ہے کہ اس شخص پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ یا قربانی یا کسی قسم کا کفارہ وغیرہ باقی ہو۔

☆ بندوں کے قرض سے مراد یہ ہے کہ اس شخص نے کسی کا قرض نہ دینا ہو۔ اگر قرض دینا ہے تو وہ قرض زائد مال سے تفریق کیا جائے گا۔ اور باقی بچنے والا مال اگر ساڑھے باون تولہ

چاندی کے برابر ہے تو قربانی واجب ہوگی۔ مثلاً زید کے پاس ضروریات زندگی سے زائد مال 80ہزار روپے کی مالیت کا ہے اور اس نے 30ہزار روپے قرض دینا ہے۔ تو 30ہزار روپے تفریق کریں گے باقی 50ہزار روپے بچتے ہیں۔ اگر یہ 50ہزار روپے ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہیں۔ تو قربانی واجب ہے ورنہ نہیں۔

مندرجہ ذیل اشیاء ضروریات زندگی میں شامل نہیں ہیں۔

ڈش انٹینا، ٹی وی، وی سی آر، ٹیپ ریکارڈ، کمپیوٹر جیسے تفریح کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہو۔ لیکن اگر تعلیم کے حصول کی نیت ہو تو ایسا کمپیوٹر حاجت اصلیہ میں شمار ہوگا۔ فالتو موبائل، ایسے کپڑے، جوتے جو سردی اور گرمی میں استعمال نہ ہوتے ہوں۔ ڈیکوریشن پیس، قالین، صوفے، فینسی پردے، ڈائجسٹ ناول، ضرورت سے زیادہ پلاٹ، مکان، آڈیو ویڈیو کیسٹس، کھیل کود کا سامان، اگر مکان بہت بڑا ہے اور مکان کا کچھ حصہ مثلاً پلاٹ یا کمرہ وغیرہ جو سردی، گرمی میں استعمال نہ ہوتا ہو تو اگر اس فالتو حصہ مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاند کے برابر ہو تب بھی قربانی واجب ہوگی۔

4-بالغ ہونا:۔ نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔ اگر چہ وہ مالک نصاب ہی کیوں نہ ہو۔ شرعی لحاظ سے مرد کی بلوغت کی عمر کم از کم 12سال اور عورت کی 9سال ہے۔ اس سے پہلے یہ دونوں بالغ نہیں قرار پاتے۔ لیکن اگر 9یا12سال سے 15سال (قمری سال کے اعتبار سے) کے درمیان جب بھی بلوغت کی علامات و آثار ظاہر ہو گئے تو انہیں بالغ قرار دیا جائے گا۔ اور ان کو مکلف کہا جائے گا۔ اور ان پر شریعت فرض ہو جائے گی۔ ان کی بلوغت کی علامات یہ ہے۔

1-انہیں سوتے یا جاگتے میں احتلام و انزال ہو جائے-2-مرد جماع سے کسی عورت کو حاملہ کر دے۔3-عورت کو حیض آجائے یا یہ حاملہ ہو جائے۔ اور اگر یہ دونوں اپنے بالغ ہونے کا اقرار کریں اور ان کا ظاہری حال اس کے خلاف نہ ہو تو بھی انہیں بالغ قرار دیا جائے گا۔ یا ان کی عمریں 15سال کی ہو جائیں۔ اب اگر بلوغت کی کوئی علامت نہ بھی ظاہر ہو تب بھی شرعی لحاظ سے انہیں

بالغ یا بالغہ قرار دیا جائے گا۔ خاص بات ی ہے کہ مرد کا داڑھی مونچھ کا نکل آنا اور عورت کے پستان میں ابھار بلوغت کے آثار کے سلسلہ میں معتبر نہیں (فتاوی رضویہ قدیم جلد ہشتم بحوالہ درمختار و فتاوی عالمگیری)

5-عاقل ہونا:۔ پاگل پر قربانی واجب نہیں اور ایسے آدمی پر شریعت کے باقی احکام بھی معاف ہیں۔

☆قربانی کا وقت:۔ قربانی کے واجب ہونے کے لئے اوپر مذکورہ شرائط ایک خاص وقت میں اگر پائی جائیں تو پھر قربانی واجب ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ قربانی کا وقت 10ذی الحجہ کے طلوع فجر سے لے کر 12ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن اور دو راتیں۔ ان دنوں اور راتوں میں جس کے اندر مذکورہ شرائط پائی گئیں اس پر قربانی واجب ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی شخص پورے سال فقیر تھا۔ لیکن ان دنوں میں (10ذی الحجہ کے طلوع فجر سے 12ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک) اچانک کہیں سے نصاب کے برابر مال آگیا۔ تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ اگر چہ 12ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے 20منٹ پہلے کیوں نہ مالک نصاب بن گیا ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص پورے سال غنی تھا۔ لیکن قربانی کے ان مخصوص دنوں میں مالک نصاب نہ رہا تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔ کیونکہ قربانی کے واجب ہونے کیلئے مال پر سال گزرنا شرط نہیں جبکہ زکوۃ کے واجب ہونے کیلئے مال پر سال گزرنا شرط ہے۔

☆شہر میں قربانی:۔ شہر میں اگر قربانی کی جائے تو یہ ضروری ہے کہ نماز عید ہو جائے ۔لہٰذا اگر نماز عید سے پہلے قربانی کی تو نہ ہوگی۔ شہر میں کسی بھی ایک صحیح العقیدہ سنی مسجد میں عید ہو جائے تو قربانی کر سکتے ہیں۔ لیکن گاؤں یا دیہات میں فجر کا وقت شروع ہوتے ہی قربانی ہو سکتی ہے۔

☆آج کل کا رواج:۔ بعض لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کر لی دوسرے سال زوجہ کی طرف سے، تیسرے سال دادا کی طرف سے وغیرہ، ہر طریقہ درست نہیں۔ بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کے تین دنوں کے کسی بھی حصہ میں مذکورہ شرائط گھر کے جس جس فرد میں جمع ہو جائیں اس اس پر قربانی واجب ہوگی۔ مثال کے طور پر ایک گھر میں 6افراد

ہے۔ 1-باپ 2-ماں 3-دادا 4-دادی 5-بالغ بیٹا 6-بالغ بیٹی اب اگر قربانی کے مخصوص وقت میں ان چھ افراد میں یہ تمام شرائط پائی جائیں تو ان سب پر اپنے اپنے حصہ کی قربانی واجب ہوگی۔

1-اگر قربانی کے ان تین دنوں میں صرف باپ میں شرائط جمع ہیں تو صرف باپ پر قربانی واجب ہوگی باقی افراد پر نہیں۔اور اگر ماں میں شرائط جمع ہوتی ہیں تو صرف ماں پر قربانی واجب ہوگی باقی افراد پر نہیں۔

2-اگر باپ پر قربانی واجب ہوتی ہے اور یہ شخص چاہتا ہے کہ دادا کی طرف سے قربانی ادا کرے تو ایسی صورت میں اس کو دو جانور لانے ہوں گے ایک اپنی طرف سے واجب ادا کرنے کیلئے اور دوسرا دادا کیلئے اگر ایسی صورت میں فقط ایک ہی جانور دادا کی طرف سے ذبح کیا تو یہ نفل قربانی ہوگی۔ کیونکہ دادا میں شرائط جمع نہ تھیں۔اور خود یہ شخص واجب ترک کرنے کی بناء پر گناہ گار ہوگا۔(فتاوئ عالمگیری جلد پنجم)

قربانی کی بجائے اگر صدقہ کیا جائے:۔ اگر کوئی شخص قربانی کے دنوں میں قربانی نہ کرے بلکہ اتنی ہی رقم کسی غریب کو دے تو ایسا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ایسا شخص اگر غنی ہے تو صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔قربانی ہی کرنی ضروری ہے۔اور اگر فقیر ہے تو اگرچہ اس پر قربانی واجب نہیں ۔لیکن اس کیلئے بھی قربانی کرنا افضل ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔(طبرانی)

قربانی کے جانور:۔ قربانی کے جانور تین درجوں میں تقسیم کئے گئے ہیں 1-اونٹ 2- گائے 3- بکرا۔نر ہوں یا مادہ خصی و غیر خصی سب کا یکساں حکم ہے یعنی ان سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔بھینس گائے کے درجے میں اور بھیڑ و دنبہ کو بکرا کے درجے میں شمار کیا جائے گا۔

شریعت نے قربانی کے جانور مخصوص کئے ہیں لہٰذا اگر قربانی کے دنوں میں کسی نے مرغی یا خرگوش ذبح کیا تو اس کا واجب ادا نہ ہوگا۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں:۔ 1- بکرا کم از کم 1 سال 2 - گائے کم از کم

2 سال 3-اونٹ کم از کم 5 سال

جانور اگر مقررہ عمر سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی اور اگر زیادہ عمر کا ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔
لیکن اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا لگے تو اس کی قربانی جائز ہے۔(در مختار)

قربانی میں شرکاء کا حکم:۔ 1- بھیڑ بکرا وغیرہ میں تو صرف ایک ہی کی طرف سے قربانی ادا ہوگی۔اس میں اگر دو افراد شریک ہوئے تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔

2-اونٹ اور گائے وغیرہ میں زیادہ سے زیادہ سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔لیکن تمام افراد کی نیت قربانی کی ہو اگر کسی کی نیت میں گوشت حاصل کرنے کی ہے تو بقیہ چھ افراد کی قربانی بھی نہ ہوگی۔اور گوشت کی تقسیم سب کو یکساں ہونی چاہیے۔قربانی کا جانور خوب فربہ اور بڑا ہو۔اور قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے تھوڑا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔

☆ قربانی کے جانور کے عیوب:۔ جانور خریدنے سے پہلے اچھی طرح چیک کر لیں کہ اس میں مندرجہ ذیل عیوب نہ ہوں کیونکہ ان جانوروں کی قربانی نہ ہوگی۔

1- جس کا کان تہائی یعنی تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو تہائی سے کم ہو تو قربانی ہو جائے گی۔
2-اندھے اور کانے کی
3-ناک کٹی ہو
4-جس جانور کے پیدائشی دونوں یا ایک کان نہ ہو۔لیکن چھوٹے کانوں والے کی قربانی جائز ہے۔
5-دونوں ایک سینگ اُگنے کے مقام سے ٹوٹا ہو۔لیکن اگر اوپر سے ٹوٹا ہے تو ہو جائے گی یا اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو بھی قربانی ہو جائے گی۔
6-جانور کے دم یا چکی تہائی سے زیادہ کٹی ہو۔لیکن اگر تہائی سے کم ہو تو قربانی ہو جائے گی۔
7- لنگڑا جو خود بخود نہ چل سکتا ہو۔

[illegible] کے دانت نہ ہو۔

9- بکری کا ایک تھن یا گائے کے دو تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں تو قربانی نہ ہوگی۔

☆ خریدنے کے بعد جانور عیب والا ہو یا مر جائے:۔ 1- خریدتے وقت جانور درست تھا لیکن بعد میں عیب والا ہو گیا تو غنی کیلئے لازم ہے کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ (درمختار)

2- خریدنے کے بعد جانور گم ہو جائے یا چوری ہو جائے یا مر جائے تو غنی کیلئے لازم ہے کہ دوسرا جانور لائے اور اس کو ذبح کر دے۔ (درمختار)

3- قربانی کے جانور سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا منع ہے۔ جانور کو ڈرانا، اس پر بوجھ لادنا یا اس کا دودھ دوہنا، اس پر سوار ہونا یا اس کو اجرت میں دینا منع ہے۔

☆ ذبح کا طریقہ:۔ اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سنت ہے۔ اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو۔ اگر نہ جانتا ہو تو دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ بوقت ذبح حاضر ہو۔ ذبح کرنے سے پہلے جانور کو چارہ پانی دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ اور یہ پڑھ کر ذبح کرے۔ **بسم اللہ اللہ اکبر۔**

☆ اہم مسئلہ:۔ دوسرے سے ذبح کرایا لیکن بوقت ذبح خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے اگر ایک نے بھی جان بوجھ کر تکبیر چھوڑ دی یا یہ خیال کرے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے تو دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔ بلکہ حرام و مردار ہو جائے گا۔ (درمختار)

تکبیر اتنی بلند آواز سے پڑھے کہ اپنے آپ کو سنائی دے۔ شریعت میں جہاں کہیں فرمایا گیا ہے کہ ''کہو یا پڑھو'' وہاں اتنی بلند آواز سے کہنا یا پڑھنا لازم و ضروری ہے کہ کہنے والے اپنے کان سے اپنی آواز سن لیں۔ بشرطیکہ اطراف میں بہت زیادہ شور نہ ہو یونہی وہ شخص بہرا بھی نہ ہو۔ ایاگ شور نہیں اور سماعت بھی درست ہے لیکن پھر بھی اتنی آواز آہستہ رکھی کہ کانوں کو بالکل سنائی نہ دی۔ یا بالکل ہونٹ نہ ہلائے صرف دل ہی دل میں پڑھ لیا۔ تو کافی نہیں بلکہ وہ تکبیر ہوگی

ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

بلکہ نماز پڑھنے میں بھی یہ ضروری ہے۔ کہ اتنی آہستہ پڑھے کہ اپنے آپ کو سنائی دے اور وہ بہرا بھی نہ ہو۔ اگر اپنے آپ کو سنائی نہ دے تو نماز بھی نہ ہوگی۔ یونہی جس جگہ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ کم از کم خود سن لے۔ مثلاً جانور ذبح کرنے یا نماز پڑھنے میں

☆ مذکورہ مسئلہ کے پیشِ نظر قربانی کرتے ہوئے اگر ذبح کرنے والے نے (چاہے وہ صرف قصائی ہو یا خود قربانی کرنے والا یا دونوں نے چھری پر ہاتھ رکھا ہوا ہو) بسم اللہ اللہ اکبر اتنی آواز سے نہ کہا کہ خود اس کے کان سن لیتے تو جانور حرام و مردار ہو جائے گا لہٰذا خود بھی اس مسئلہ کا خیال رکھیں اور قصائی کو بھی بلند آواز سے کہنے کی تلقین کریں۔ یونہی جب مرغی وغیرہ خریدنے مارکیٹ جائیں۔

☆ جانور کا ذبح:۔ جانور کے گلے میں 4 رگیں ہوتی ہیں۔ ایک رگ سانس کی ایک رگ خوراک کی اور دو رگیں خون کی۔ ذبح کے وقت ان چار رگوں میں سے تین کا مکمل کٹ جانا کافی ہے۔ جانور حلال ہے۔ اگر چاروں کٹ جائیں تو صحیح اور مسنون طریقہ ہے۔ اگر ان چاروں میں سے ہر ایک کا زیادہ حصہ کٹ جائے تو بھی جانور حلال ہوگا اور اگر آدھی رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری)

☆ ذبح سے حلال ہونے کی شرائط:۔ بذریعہ ذبح جانور کے حلال ہونے کی پانچ شرائط ہیں۔ ان کو نہایت اچھی طرح یاد فرمائیں اور دوستوں میں عام کریں کیونکہ قصائیوں کو عموماً ان مسائل کا پتہ نہیں ہوتا اور وہ جانور کو حرام و مردار کر کے فروخت کر رہے ہوتے ہیں۔

1- ذبح کرنے والا عاقل ہو یعنی نشہ میں یا پاگل نہ ہو۔

2- ذبح کرنے والا صحیح العقیدہ سنی ہو۔ بدمذہب و بدعقیدہ و مرتد نہ ہو۔ اگر ایسا بدعقیدہ شخص جس کی گستاخی کفر تک پہنچ گئی ہو تو مرتد ہے جس کے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا۔

3- ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور بہتر و مسنون طریقہ یہی ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہیے۔

4- ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے۔ اگر ذبح کرنے والے نے بوقتِ ذبح اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کا نام بھی لے لیا۔ اور چھری پھیر دی اور جانور ذبح کر دیا تو جانور حرام و مردار ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ آج کل مارکیٹ میں قصائی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بھی لے لیتے ہیں۔ اور خیال نہیں کرتے دنیا کی باتیں اس کی زبان سے جاری رہتی ہیں ان میں کئی الفاظ ایسے ہوتے ہیں۔ جو غیر اللہ کا نام ہوتے ہیں اس طرح کی غلطی سے جانور حرام و مردار ہو جاتے ہیں۔ ایسی غلطیوں سے بچنا ضروری ہے۔

5- جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ بوقت ذبح زندہ بھی ہو۔ اگر چہ اس کی زندگی کا تھوڑا ہی حصہ باقی ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا اور جانور کا تڑپنا یا حرکت وغیرہ پیدا ہونا اسی لئے ضروری ہے کہ اس سے جانور کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

☆ جانور کے حرام و ممنوع اجزاء:۔ جانور کے مندرجہ ذیل اعضاء کھانا ممنوع ہیں۔ رگوں کا خون، پتا، مثانہ، نر و مادہ کے آلات، تناسل اور ان کی شرم گاہیں۔ کپورے، غدود، حرام مغز، گردن کے پٹھے جو شانوں تک کھینچے ہوتے ہیں۔ جگر کا خون، تلی کا خون، گوشت کا خون، جو ذبح کے بعد گوشت میں سے نکلتا ہے۔ دل کا خون، پاخانہ کا مقام، آنتیں، اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔ مگر جائز ہے۔ اگر علاج کی نیت سے کھایا جائے مثلاً حکیم و طبیب مثانہ کی بیماریوں میں اوجھڑی کھانے کی تلقین کرتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اوجھڑی کھانا جائز ہے۔ مگر بغیر وجہ کے نہ کھائے۔ بچنا ہی بہتر ہے۔

☆ قربانی کے گوشت کی تقسیم:۔ بہتر و مسنون طریقہ یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ فقراء کیلئے، دوسرا دوست احباب کیلئے اور تیسرا حصہ اپنے گھر والوں کیلئے اور کل گوشت اگر اپنے گھر والوں کیلئے رکھ لے تو بھی جائز ہے۔

فریضہ حج

از: علامہ وحید احمد قادری صاحب
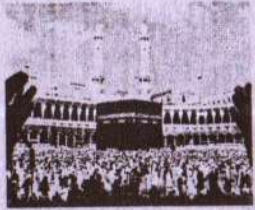
اسلام کی جتنی عبادات ہیں وہ اپنے اندر دو پہلو رکھتی ہیں ایک اجتماعی اور دوسرا انفرادی یعنی ان کے کچھ پہلو تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور خیر و برکت کے ہوتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے ہر مسلمان اپنی انفرادی حیثیت میں فیض یاب ہوتا ہے۔ حج وہ عبادت ہے جس میں یہ دو پہلو بہت نمایاں طور پر اپنے وجود کا اظہار کرتے ہیں۔ حج ایک ایسا ہی فریضہ ہے جو مسلمانوں کو نت نئے بتوں پر ضربِ کلیمی لگانا سکھاتا ہے۔ ذرا اس نقشہ کو تھوڑی دیر کے لئے نگاہِ تصور کے سامنے لے آیئے۔ ہر ملک ہر علاقہ اور ہر خطہ کے لوگ اللہ کے گھر پہنچ رہے ہیں۔ کوئی گورا ہے کوئی کالا۔ کسی کی زبان انگریزی ہے کسی کی پشتو اپنے علاقوں میں یہ جو بھی لباس پہنتے ہوں مگر اب سب کے سب بے سلی چادروں میں ملبوس ہیں۔ اپنے علاقوں میں یہ جو بھی زبان بولتے ہوں۔ مگر یہاں ان زبانوں پر لبیک اللھم لبیک کے ترانے ہیں۔ وطن کے اعتبار سے یہ جہاں کے بھی باشندے ہوں مگر ان سب کا مرکز، ان کا نقطہ اجتماع، ان کا قبلہ ایک اور صرف ایک ہے اور وہ اللہ کا گھر ہے۔ یہ مسلمانوں کو ہر سال سبق یاد دلایا جاتا ہے۔ کہ رنگ و نسل زبان اور وطن سے قومیں تشکیل نہیں پاتیں اصل تعلق خدا کے دین کا تعلق ہے۔

حج کی عبادت دنیا بھر کے مسلمانوں کو سال کے سال یہ مواقع بھی بہم پہنچاتی ہے کہ وہ ہر علاقہ اور ہر خطہ زمین سے کھینچ کر اور ایک مقام پر جمع ہو کر اپنے مسائل اور مشکلات کا جائزہ لیں اور انہیں دور کرنے کے طریقے سوچیں۔ یہ اس عبادت کا ایک بے نظیر پہلو ہے۔ جس کا خاطر خواہ فائدہ بد قسمتی سے ہم ابھی تک نہیں اُٹھا سکے۔ حج ان اجتماعی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ انفرادی اصلاح و فلاح کا بھی ضامن ہے۔ اسے صرف مسلمانوں کی ایک ''پولیٹیکل کانفرنس'' نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اگر یہی مقصد ہوتا تو حج صرف اہل علم و بصیرت اور ہر علاقہ کے سربراہان اور صاحبِ اثر مسلمانوں پر ہی فرض کیا جاتا یہ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر لازم نہ ہوتا۔ مگر یہاں ہم دیکھتے

ہیں کہ حج کے لئے اس طرح کی کوئی شرط عائد نہیں معلوم ہوا کہ یہ عبادت جہاں بعض اجتماعی پہلو رکھتی ہے وہاں ایک فرد کی نجات کیلئے بھی نہایت اہم حیثیت کی حامل ہے۔اس کا یہی پہلو ہے جس کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے اللہ کیلئے حج کیا اس عالم میں کہ نہ اس نے فحش بات کی نہ خدا کی نافرمانی تو وہ ایسے لوٹا جیسے ماں کے پیٹ سے نکلنے کے دن تھا''۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ جب میدانِ عرفات میں حاجی ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر فرشتوں سے فخریہ کہتا ہے۔یہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ ساتھ دور دور سے آئے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ فلاں شخص گناہ گار ہے فلاں مرد اور عورت بھی۔سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک میں نے ان کو معاف کر دیا۔نیز فرمایا۔کوئی دن بھی عرفہ کے دن سے زیادہ دوزخ سے نجات دلانے والا نہیں ہے۔انفرادی حیثیت سے اس کی اہمیت کا یہ عالم ہے۔کہ اگر کوئی شخص حج کے ارادہ سے نکلا اور وفات پا گیا تو فرمایا'' قیامت کے دن اس کا حساب و کتاب نہیں ہوگا اور وہ بغیر پوچھے جنت میں داخل کیا جائے گا''۔اس کے ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ نے استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو سخت وعیدیں بھی سنائی ہیں۔یہاں تک ارشاد فرمایا۔''جو شخص زادِ راہ اور سواری کے ہوتے ہوئے حج نہیں کرتا تو اس میں کوئی فرق نہیں وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر''۔

خیر و برکت اور بخشش و مغفرت کے اس انفرادی پہلو کے علاوہ حج کرنے والوں کی یہ سعادت بھی کتنی قابلِ رشک ہے۔کہ انہیں روئے زمین پر خدا کے اس پہلے گھر کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔جس میں ایک نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔جس پر محض نظر ڈال لینا بھی کتنی بڑی عبادت ہے۔بقول حضرت عطاء تابعی ''بیت اللہ پر ایک نظر ڈال لینا ایک سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے''۔پھر مکہ مکرمہ کے بعد مرکزِ مہر و کرم مدینہ منورہ میں روضہ الرسول پر حاضر ہونے والوں کی خوش بختی کا اندازہ کیجئے وہ سلام عرض کرتے ہیں اور احادیث میں آتا ہے۔جو شخص مجھ پر سلام و درود بھیجتا ہے۔اللہ تعالیٰ میرے پاس پہنچا دیتا ہے۔یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا

جواب دیتا ہوں۔حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔''جس نے حج کیا پھر میرے وصال کے بعد میرے قبرِ اطہر کی زیارت کی یہ ایسا ہے جیسا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی''۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔رکن ستون کو کہتے ہیں۔گویا اسلام کی چھت جن پانچ ستونوں پر قائم ہوتی ہے۔وہ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ہیں اور دیکھا جائے تو حج وہ عبادت ہے جو ان پانچوں ارکان کی جمع ہے۔اور اس میں وہ تمام خصوصیات سمٹ آئی ہیں۔ جو دوسری تمام عبادات میں بمنزلہ روح کارفرما ہیں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت توحید ہے۔اور حج کا اصل جوہر یہی توحید ہے۔توحید کا مرکز اول خانہ کعبہ ہے۔جو دنیا کا وہ پہلا گھر ہے جسے خدا نے بابرکت ٹھہرایا ہے اور جس کی بنیادیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اوپر اُٹھائی تھیں۔حج میں اس گھر کا طواف کیا جاتا ہے۔اسی کو مرکز نگاہ بنایا جاتا ہے اور اس طرح توحید کے زم زم سے نہاں خانہ دل کو غسل دیا جاتا ہے۔اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔جسے لسانِ نبوت سے ''معراج المومنین'' کہا گیا ہے۔ جب بندہ اپنے رب کے سامنے خاک پر سرِ نیاز رکھ دیتا ہے۔تو اس کے صلے میں دنیوی اور اخروی عظمتیں اور رفعتیں اسے آغوش میں لے لیتی ہے۔پانچ وقت کی نماز گویا پانچ وقت کا غسل ہے۔جس طرح غسل سے بدنی طہارت ہوتی ہے۔اسی طرح نماز سے روح کی کثافتیں دھل جاتی ہے۔اور حج کے دوران نماز کی برکتوں سے بھی اہلِ ایمان بہ کمال تمام فیض یاب ہوتے ہیں۔عام دنوں میں جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا۔سفرِ حج میں وہ بھی نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔اور پھر نماز بھی اس سفر میں کون سی نماز ہوتی ہے۔حرمین شریفین کی نماز، بیت اللہ اور مسجد نبوی کی نماز، جہاں ایک نماز کے بدلے میں علی الترتیب ایک لاکھ پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ایک اور رکن روزہ ہے۔اور اس کا فلسفہ بھی قدم قدم پر حج کے سفر میں نگاہوں کے سامنے رہتا ہے۔روزے کا فلسفہ کیا ہے؟ خدا کی رضا کے لئے اپنی خواہشات کی قربانی اور یہاں بھی جب حاجی احرام باندھ لیتا ہے۔تو جائز خواہشات کو بھی رضائے خداوندی کیلئے خیر باد کہہ دیتا ہے۔ بیوی کا قرب، سلا ہوا لباس، خوشبو، زیبائش و آرائش یہ چیزیں عام دنوں میں حلال ہیں مگر ایام حج میں انہیں بھی وہ اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے۔اس طرح حج کی سعادت کے ساتھ ساتھ وہ روزہ کی

ہمیت کا بھی رمز آشنا بن جاتا ہے۔ اب زکوٰۃ کو لیجئے۔ اس کا اصل مقصود انفاق فی سبیل اللہ ہے
یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جو شخص خدا کی بخشی ہوئی دولت میں سے خدا کے بندوں کا حق نہیں
نکالتا۔ اس کا حال ناپاک ہے اور مال کے ساتھ اس کا نفس بھی ناپاک ہے۔ کیونکہ اس کے نفس
میں احسان فراموشی بھری ہوئی ہے۔ اس کا دل اتنا تنگ ہے اتنا خود غرض ہے۔ اتنا زر پرست
ہے۔ کہ جس خدا نے اس کو دولت دے کر اس پر احسان کیا اس کے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے
بھی اس کا دل دکھتا ہے۔ جب ایک مسلمان حج کے لئے تیار ہوتا ہے۔ جس پر ایک زر کثیر خرچ آتا
ہے تو اس کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں مال کی ہوس نہیں وہ خدا کی راہ میں مالی قربانی دینا جانتا
ہے۔ اس طرح حج کی وجہ سے فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اس کیلئے آسان بنادی جاتی ہے۔

یہ ہیں حج کے بعض اجتماعی و انفرادی پہلو اب ان کی اہمیت کی روشنی میں خود اندازہ کر
لیجئے۔ کہ آج ہم اس عبادت کے معاملہ میں کہاں تک سنجیدہ ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ اب بھی لاکھوں
کی تعداد میں مسلمان حج کرتے ہیں مگر بدقسمتی سے تجارت اور نمود و شہرت کا جذبہ اس سلسلے میں
بری طرح فروغ پا رہا ہے۔ بہت سے لوگ حج کرتے ہیں مگر ان کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ
''الحاج'' کہہ کر پکاریں۔ بہت سے لوگ حج کرتے ہیں۔ مگر ان کے پیش نظر قیمتی سامان کا حصول
ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ زمانہ قریب آ گیا ہے۔ جس کے متعلق مخبرِ صادق ﷺ نے یہ کہہ کر
اطلاع دی تھی کہ۔

''قیامت کے قریب میری امت کے امیر حج کریں گے۔ لیکن سیر و تفریح کی خاطر،
علماء حج کریں گے۔ لیکن ریا اور شہرت کی وجہ سے اور غریب حج کریں گے مگر بھیک مانگنے کیلئے۔

اب یہ عازمین حج کا کام ہے کہ وہ خالص اللہ کے لیے حج کرنے کا عزم صمیم پیدا
کریں۔ حرمین کے انفاسِ تازہ سے صحیح معنوں میں مشام جان کو معطر بنائیں۔ اور دنیا کے تمام
پرانے اور نئے بتوں سے منہ موڑ کر اپنی ساری ہستی کو مالکِ حقیقی کے آگے جھکا کر اپنی نس نس سے
یہ نعرہ مستانہ لگائیں کہ

اے جہانوں کے پروردگار میری نماز، میری قربانیاں، میرا جینا، میرا مرنا سب کچھ
تیرے لئے ہے۔ (اور کسی کے لئے نہیں)

مجلہ، محی الدین فیصل آباد جن مقامات سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (ادارہ)

مرکزی جامع مسجد محی الدین بالمقابل نئی سبزی منڈی سدھار جھنگ روڈ

فاروق آرٹس وکیلانوالی گلی نمبر 5-4 کچہری بازار فیصل آباد محمد عدیل یوسف صدیقی 0321-7611417

غنی آرٹس وکیلانوالی گلی نمبر 5 چنیوٹ بازار محمد عادل صدیقی صاحب: 0346-7796179

خالد ہوزری مدن پورہ گلی نمبر 5 محمد خالد صدیقی

صاحبزادہ ماربل بجلی گھر جڑانوالہ روڈ فیصل آباد محمد عامر الطاف 0345-7716216

صدیقی فیبرکس دوکان نمبر 5 عنایت کلاتھ مارکیٹ سرکلر روڈ شیخ محمد نعیم صدیقی

بھولا فیبرکس مین بازار جھال ستیانہ روڈ فیصل آباد محمد صفدر سلطانی 0300-6681554

نورانی بیڈنگ سٹورز دستارہ مارکیٹ فیکٹری ایریا حاجی منیر احمد نورانی چیئرمین مرکزِ میلاد کمیٹی 0327-7624090

پیزا ہاوس مین ڈائیوو روڈ لاثانی گارڈن فیصل آباد محمد بابر حفیظ صدیقی 0323-6613443

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ روڈ بغدادی مسجد 041-600451

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام نڑوالا روڈ بالمقابل بڑا قبرستان مفتی باغ علی رضوی صاحب 0324-6692313

جامع مسجد نورانی دارالعلم بیادگار اصحاب صفہ گلی نمبر 6 راجہ کالونی

علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب 0320-2636911

نورانی آرٹس انارکلی بازار گلی نمبر 6 نزد ستا کلو شوز: محمد زبیر قادری صاحب 0321-6658385

ایم عارف فیبرکس عثمان پلازہ وکیلانوالی گلی نمبر 4 کچہری بازار فیصل آباد غلام رسول نقشبندی 0320-6680577

الفتح ڈیپارٹمنٹل سٹور کوہ نور سٹی پلازہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد

SB سٹور نڑوالا روڈ، بالمقابل زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

ہائی ٹیسٹ پیزا شاپ میلاد روڈ نڑوالا روڈ فیصل آباد محمد جعفر ماجد صاحب 0321-2430392

داتا میڈیکل سنٹر مین روڈ ماڈل ٹاؤن ڈاکٹر محمد آفاق رندھاوا صاحب

سبحان کمپیوٹر 3 پریس مارکیٹ کارنر بٹ پلازہ فیصل آباد محمد فاروق ساقی 0300-6639890

محمد کلیم رضا خوشنویس پریس مارکیٹ امین پور بازار 0300-9654294

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاسیدی یاحبیب اللہ
قانون ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ
عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے دفاع
یورپ کی گستاخانہ جسارتوں کے سدباب
اور پاکستان کی فضاؤں کو یارسول اللہ ﷺ کی صداؤں سے لبریز کرنے کے لئے
عظیم الشان
تاریخ ساز
لبیک یارسول اللہ ﷺ کانفرنس
8 اکتوبر 2015 بروز جمعرات
بعد نماز مغرب
دھوبی گھاٹ گراؤنڈ فیصل آباد
خصوصی مقالہ و خطاب
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
فاضل بغداد شریف عراق
کثیر تعداد میں
علماء و مشائخ
اور سنی تنظیمات
شرکت کریں گی
تحریک صراط مستقیم پاکستان فیصل آباد ڈویژن
0300-6170675 0346-7631090
0321-7594112 0300-7683591
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
محمد عمران نقشبندی
غلام رسول نقشبندی
راہنما تحریک صراط مستقیم فیصل آباد
0321-7611417